

اسلام کا مستقبل — اُمیدیں اور خدشات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب
(صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

غالباً ۱۹۸۰ء کی دہائی کی ابتداء میں عراق کی اُس وقت کی وزارت اوقاف نے اسلامی کانفرنس بلائی تھی جس میں پاکستان سے شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدعو تھے۔ حضرت نے اس کانفرنس میں عربی زبان میں جو فکر انگیز خطاب فرمایا تھا، احقر نے دورطابعلی میں اُس کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ ذیل میں اُس خطاب کا ترجمہ ”صدائے وفاق“ کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ — (مدیر)

الحمد لله رب العلمين، والصلوة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين
حضرات وزراء وعلماء كرام اور محترم اہل جلسہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: میں عراق کی وزارت اوقاف کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اسلامی پیغام کو چارادنگ عالم میں عام کرنے کے لیے عالمی اسلامی کانفرنس منعقد کی اور میں تہہ دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ جل شانہ کانفرنس کو بار آور اور نافع بنائے اور تمام مسلمانوں کے لیے یہ مفید ثابت ہو۔

حضرات اہل جلسہ! اسلام کی حقیقت ہم میں سے کسی پر مخفی اور پوشیدہ نہیں، ہم میں سے ہر ایک یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ اسلام کا ظہور ایک ایسی فضا میں ہوا تھا جہاں کفر و شرک کی تاریکی اور معاشرتی گمراہی انہما کو پہنچ چکی تھی، جہالت کی ان تاریکیوں میں طلوع اسلام اس چاند کی مانند تھا جو چمکتے اور بگمگاتے تاروں کے ساتھ گھٹا ٹوپ اندھیری رات میں طلوع ہوتا ہے اور تاریک رات کو چاندنی کی دلکش روشنی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اسلام کا سورج جب انسانیت کے آفتاب پر طلوع ہوا اور اس کی ضیاء پاش کروں سے تاریک دنیا روشن ہوئی اور انسانوں کی زندگی کی تاریک راہیں ظاہر ہو گئیں تو پورا عالم، نور اسلام کے آغوش میں آ کر حق کے راستے پر گامزن ہوا اور انسانیت نے اپنا نشان منزل دیکھ لیا۔

جب بھی کفر کی ظلمت نے نور اسلام کے مقابلے میں آ کر دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے کی کوشش کی اور حق کی جگہ باطل لینے لگا تو اس وقت کے مسلمانوں نے اپنے زمانے کی بے دینی کا جدید چیلنج قبول کیا اور باطل تو توں اور تحریکوں کا سر بکف مقابلہ کیا۔ یہ چیلنج کبھی مال و دولت و مادہ کا ہوتا اور بسا اوقات فکر و نظر کے میدان سے متعلق ہوتا۔ لیکن مسلمان بے دینی کی ان سازشوں سے کبھی غافل نہیں رہے اور اس کا مقابلہ آج تک کرتے رہے ہیں۔

اسلام کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں نے اسلامی تعلیمات کو ختم کرنے اور اسلام کی شوکت و سطوت کو ”قصہ پارینہ“ بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں ہونے دیا اور اپنے اس گھناؤنے مقصد کے حصول میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ہر وہ حربہ آزما یا جو ان کی استطاعت میں تھا اور ہر اُس ذریعہ اور وسیلہ کو جس سے اسلام کو زک پہنچ سکتا ہو اختیار کیا، کبھی تو حقائق پر پردہ ڈال کر اور عقائد سے متعلق بنیادی تصورات اور اسلامی روایات مسخ کرنے کے لیے پروپیگنڈہ و جھوٹ سے کام لیتے ہوئے شاطروں کی صورت میں وہ سامنے آئے، کبھی سیاسی جبر و تشدد سے کام لیا، کبھی اقتصادی دباؤ ڈالا اور بسا اوقات استعماری قوتیں استعمال

میں لائی گئیں، لیکن ان تمام چیرہ دستیوں کے باوجود وہ اسلام کی تعلیمات کا کوئی ادنیٰ جز بھی محو نہ کر سکے اور اسلام اپنی اصلی صورت میں زندگی کی رہنمائی کے لیے موثر ترین شکل میں جوں کا توں آج تک باقی ہے۔

اسلام کے ایسے متبعین اور داعی ہر زمانہ میں رہے ہیں جن کی چشم نگراں اسلامی تعلیمات کو مٹانے یا اس میں تغیر و تحریف کی کارروائی کرنے والی تحریکوں سے کبھی غافل نہیں رہی، انھوں نے اسلام کے خلاف ہونے والی کوششوں کا بڑی ہمت اور ایمانی جرات سے مقابلہ کیا اور ان سازشوں اور دسیسہ کاریوں کی قلعی کھول کر رکھ دی جو اسلام کے خلاف مرتب کی گئی تھیں۔

عزیز دوستو! جب بھی ہم قرون اولیٰ میں اسلام کی تاریخ دعوت و عزیمت پر نظر ڈالیں گے تو باطل فرقوں کی سرکردگی میں اسلام کے خلاف حملوں اور کوششوں کی ایک واضح صورت ہمارے سامنے آئے گی جو گہوارہ اسلام ہی میں اسلام کے ساتھ نبرد آزما نظر آتی ہیں۔ ان باطل فرقوں میں باطنیہ، قرامطہ اور خوارج کا نام لیا جاسکتا ہے۔ اگر ائمہ فقہ، جلیل القدر محدثین و مفسرین، امت کے داعی اور حاملین قرآن و سنت نہ ہوتے تو آج اسلام کی تروتازگی نہ ہوتی اور اسلام اپنے حسین خدو خال کے ساتھ اپنی اصلی صورت میں موجود نہ ہوتا۔ اسلام، دین مسیح اور دیگر ادیان کی طرح ایک مسخ شدہ دین ہوتا، یہ سب کچھ اسلاف امت کی ان ہی قربانیوں کی رین منت ہیں۔ حق و باطل کی یہ کشمکش دین کے لوازمات اور ایمانی چنگاریوں کے بھڑکانے کا ایک عنصر ہے جس کے باعث دین حق سے دفاع کا جذبہ زندہ متحرک اور جہالت کے مقابلے کے لیے ہمت بیدار رہتی ہے۔

میرے محترم دوستو! ہمارے آج کے دور میں بھی کئی ایسی تحریکیں پائی جاتی ہیں جن کی بنیاد ہی اس لیے رکھی گئی کہ درخت اسلام کی جڑوں کو قلع قمع کرنے اور مسلمانوں کو ان کے اصل سرچشمہ سے دور رکھنے اور اسلام کو ایک بے یار و مددگار متروک دین ثابت کیا جائے۔ کیونز، سوشلزم، عیسائیت وغیرہ ان ہی فرقوں میں شامل ہیں جو مسلمانوں کو ان کی دائمی صداقتوں والی شریعت سے ہٹانے کے لیے متحد ہیں، وہ شریعت جو زندگی میں سعادت، امن و آشتی اور محبت و باہمی ربط کو پھیلائے اور عام کرنے اور انسانی معاشرہ کو آسانی آخری پیغام شانے اور انسانیت کے تمام مشکلات و مصائب کا حل پیش کرنے کی ذمہ داری لیتی ہے۔ ان اسلام دشمن تحریکوں نے اپنے اس ناپاک مقصد کے لیے کسی بھی حیلہ اور وسیلہ کے استعمال سے دریغ نہیں کیا۔ ضمیر فروشوں کے ضمیر کو خرید، نئی نسل کو مال و دولت اور جنسی شہوت کے راستے سے گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ قتل و تشدد کے منصوبہ بنانے اور سازشوں کے جال پھیلانے کے لیے ہر قسم کے اسباب و وسائل تیار کیے، فتنہ و فساد برپا کیا۔ معاشرہ میں خوف و ہراس عام کیا، اسلامی تعلیمات کے سایہ میں زندگی گزارنے کے لیے فضا کو ناہموار بنانے کی مکمل کوشش کی تاکہ مسلمانوں کو اسلام کے لیے غور و فکر کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور اسلامی زندگی کے خلاف سرگرمیوں کو بروقت وہ محسوس نہ کر سکے۔

جب بھی مسلمانوں پر مادی رنگ غالب آیا اور آزادانہ افکار کے دباؤ میں آکر وہ غیر فطری عوامل کے پیہم کے ساتھ گھومنے لگے تو مسلمانوں اور حقیقی سعادت و طمانیت کے درمیان فاصلہ بڑھنے لگا اور زندگی کے ہر میدان اور ہر شعبہ میں شہوات و خواہشات کی بالادستی قائم ہونے لگی، اضطراب و بے چینی پیدا ہو گئی تو مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ گوشہ نشینی و غفلت کی چادر کو اپنے سے دور کرنے لگے اور ایک فطری بیداری پیدا ہوئی، مسلمان از سر نو اسلام کی طرف عود کر گئے اور یہ انقلاب عالم اسلام کے تمام حلقوں میں آیا اور بیداری کی یہ لہر اسلامی دنیا کے تمام خطوں سے ٹکرائے گی۔

معزز حضرات! مسلمانوں کی بروقت یہ بیداری اور اعداء اسلام کی اسلام کے خلاف اسلامی تعلیمات و روایات کو ختم کرنے کی تمام کوششوں کی ناکامی، اسلام دشمن فرقوں کو بہت ہی بے چہین اور مضطرب کر دیتی ہے۔ اس سے ان کو بڑا اتزان و غم ہونے لگتا ہے جس کی وجہ سے

کے ساتھ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کے اصلی شیرازے کو بکھرنے کے لیے منصوبہ بندی شروع کر دیتے ہیں، جس کی تکمیل کے لیے وہ جنگی حالات پیدا کرتے ہیں، دہشت گردی و فساد پھیلاتے ہیں۔ مسلمانوں کے اندرونی اجتماعی ملتی معاملات میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ پر قبضہ جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قتل و فساد، دہشت گردی و بے چینی، خوف و ہراس غرضیکہ ہر وہ حربہ استعمال میں لاتے ہیں جس میں ان کو اپنے اس مقصد شنیع کی کامیابی و تکمیل کی صورت نظر آتی ہو۔ آج جب کہ پوری دنیا میں اسلامی بیداری کے آثار کا ظہور ہو رہا ہے تو دشمن نے اپنی تمام تر توجہ اسلامی معاشرہ اور مسلم ممالک میں بے چینی اور ناسازگار حالات پیدا کرنے کی طرف پھیر دی ہے تاکہ مسلمان دین کی تعلیم اور اس پر عمل کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دے سکیں اور آہستہ آہستہ اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے رہیں اور قرآن و سنت کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور ان کے لیے حکومت و سیادت کی فضا ہموار ہو جائے اور انسانوں کو کھلوٹا بنا سکیں۔

مسلمانوں پر مصائب و مشکلات اسی وقت آتے ہیں جب ان میں دین کے ساتھ اخلاص و محبت کا فقدان عام ہو جائے، کوئی بھی قوم اگر اپنے دین و مذہب کے معاملہ میں مخلص نہ ہو تو بہت جلد وہ قوم اپنا مذہبی امتیاز کھو بیٹھتی ہے، اس سلسلہ میں عیسائیوں کا نام لیا جاسکتا ہے کہ جب انھوں نے اپنے مذہب سے بیگانگی اور اپنے دین سے انحراف کی پروا نہ کی تو یہ مذہب اپنی تمام مذہبی خصوصیات و امتیازات سے خالی ہو گیا اور دلوں میں اس کی کوئی اہمیت و ہیبت نہ رہی اور بالآخر رسم و رواج کی ایک ایسی شکل اختیار کر گیا جس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے۔ ان لوگوں نے فلسفہ اور مادی نظریات کی ترویج کی لیکن وہ انسانیت کو مذہبی تسکین دینے سے عاجز و قاصر رہے۔ اس کے بعد انسان کی اپنی بنائی ہوئی تہذیب و تمدن سامنے آئی لیکن وہ بھی انسان کو سعادت و طمانیت دینے میں ناکام رہی۔

یہ اسلام کا انسان پر عظیم احسان ہے کہ بیک وقت علم و دین دونوں کی سیادت اس کو سونپ دی، افراط و تفریط کے بغیر دونوں کو جمع کرنے کا راستہ بتلایا اور انسان کو اس بات کی قدرت دی کہ وہ ہر نوع کے علوم و معارف حاصل کرے اور دین و دنیا دونوں کی سعادت مندی میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے علم کو وسیلہ بنائے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کا ہیرو، مادی تہذیب و تمدن کے شعبین سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا حال انسانی تاریخ کا بڑا واضح باب ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کی بنیاد ”اسوۃ نبوی“ کو بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سیرت و سنت پر اس طرح کاربند رہے کہ کوئی غلط راہ یا تحریک ان کو اس سے منحرف نہ کر سکی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی بڑی تاکید کی تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ علیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدین لیکن مسلمانوں نے جب آپ کے اس ارشاد کو بھلا دیا اور گمراہی و بدعت میں پڑ گئے تو ان کی حالت بدلی، وہ اپنے درجہ سے گرے اور انسانی قافلہ کے آخر میں جگہ پانے لگے۔

عالم نو نے ہر قسم کے تجربات کیے لیکن وہ انسان کو حقیقی سعادت دینے میں ناکام رہا، حالانکہ اس کے پاس وسائل و اسباب کی کوئی کمی نہیں۔ لیکن دنیا کو امن و سلامتی، اطمینان اور راحت سکون و طمانیت دینے سے وہ قاصر ہے۔ شاید کہ تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرائے، مسلمانوں کو پھر سے قیادت و سیادت کی ذمہ داری سونپے اور اسلام ایک دین کلی کی حیثیت سے عالم انسانیت کی رہنمائی کرے۔

وَأَنْ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَفْرُقَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ سَبِيلِهِ، ذَلِكَمُ وَضَعَكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (الانعام: ۱۵۲) بیشک یہ ہے میرا راستہ سیدھا، سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستے۔